مقالات

مسلم سوسائٹی

از جناب چوہدری غلام احمد صاحب پرویز ۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ نئی دہلی

(۲)

(۱۰) انانیت ۔

"جناب! اس تمام کامیابی کا ہمارے ہی سر سہرا ہے ۔ اگر ہم یہ چال نہ سمجھاتے تو منہ کی کھائی ہوتی"۔

یعنی فضل ربانی مشیت ایزدی رحمت خداوندی کو اس میں کچھ دخل نہیں کسی دوسرے کی دوڑ دھوپ، تگ و دو کسی شمار میں نہیں، دنیا میں جو کامیابی ہوتی ہے، وہ بس انہی کی دانش الموداری کی بدولت، اور جسے ناکامی ہوتی ہے وہ محض اس لیے کہ وہ ان کے اشارے پر نہ چلا تھا ۔ قرآن کریم نے جب ان اقوام کا ذکر کیا ہے جو برباد و ہلاک ہوگئیں تو منجملہ دیگر امور کے یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

"جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے اور جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے میری تدبیر سے ملا ہے ...... یہ بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں سو ان کی کمائی ان کے کام نہ آئی ... $\frac{۳۹}{۴۹-۵۰}$

یہی "میں" ہے جس کی وجہ سے انسان کے دماغ پر کبر و نخوت، فرعونیت تمرد کا بھوت سوار ہو جاتا ہے، اور پھر وہ کسی دوسرے انسان کو انسان ہی نہیں سمجھتا، اور اس کا کوئی قدم زمین پر نہیں پڑتا ۔

حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ ۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا - إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ زمین میں اکڑ کر نہ چلو ۔ یقیناً نہ تو تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو

الارض ولن تبلغ الجبال طولا۔ کل ذلک کان سیئة عند ربک مکروھا۔ ۱۷ / ۳۸
اور نہ ہی اکڑ کر پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو۔ یہ سب کچھ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور گناہ ہے۔

اسی انانیت سے انسان میں وہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جسے ڈکٹیٹرشپ کہتے ہیں یعنے وہ کسی معاملہ میں کسی دوسرے کی رائے کو کچھ وقعت ہی نہیں دیتا۔ کسی سے کبھی مشورہ نہیں کرتا۔ اپنے آپ کو منزہ عن الخطا سمجھنے لگتا ہے۔ اپنے ہر لفظ کو قانون کی حیثیت دیتا ہے، اور اگر سمجھتا ہے کہ کوئی اور بھی اپنے دماغ میں عقل و فکر رکھنے کا مدعی ہے تو اسے مدعی نبوت کی طرح دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے، حالانکہ باہمی مشاورت وہ چیز ہے جس کے لیے خاص طور پر تاکید کی گئی ہے کہ۔

وشاورھم فی الامر ۳ / ۱۵۸
اور معاملات میں ان سے مشورہ کیا کیجیے۔

(۱۱) تقدس جتانا۔

"نہیں ابھی اب میں سوؤں گا۔ صبح تہجد کے لیے اٹھنا ہے۔"

استغفار سحری تیرے اور تیرے رب کے درمیان معاملہ ہے۔ اس کا اشتہار دینے سے کیا فائدہ لیکن یہ محض اس لئے ہوتا ہے کہ عام انسانوں سے اپنا مرتبہ بلند بتایا جائے۔ یہ مرض بھی اتنا عام ہو رہا ہے۔ کہ ذرا موقعہ ملتا ہے کہ کہیں حاجی، اور الحاج کی طرح نمازی اور المصلی بھی بطور لقب کے استعمال ہونا شروع نہ ہو جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

الم تر الی الذین یزکون انفسھم۔ بل اللہ یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلا۔ ۴ / ۴۹
کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو مقدس بناتے ہیں مگر اللہ جس کو چاہے مزکی (و مقدس) بنائے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہو گا۔

(۱۲) منافقت۔

یہ عنوان بجائے خود ایک مستقل موضوع ہے لیکن اس وقت اس کے صرف ایک گوشہ پر روشنی ڈالی جائے گی جس کا تعلق سوسائٹی کی تعمیر و تخریب سے ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ ایک شخص تمام تجاویز میں آپ کے ساتھ

ہے، ہر معاملہ میں آپ سے متفق ہے۔ ہر مشورہ میں پیش پیش ہے لیکن درپردہ وہ بھانپتا رہتا ہے کہ کونسی پارٹی زیادہ طاقتور ہے اور کامیابی کس کے ساتھ ہے۔ عین وقت پر آپ دیکھتے ہیں کہ وہ میدان عمل میں آپکے ساتھ نہیں۔ اگر آپ کو ناکامی ہوئی تو کہتا پھرتا ہے کہ میں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا۔ اور اگر کامیابی ہوئی تو کوئی عذر یار دپیش کر کے صفائی کرلی یقین مانئے کہ اس "ایمان" سے "وہ کفر" ہزار درجہ اچھا جو ظاہر و باطن میں ایک ہو۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں یہ "ہر خوش کن" طبقہ منافقین کہلاتا ہے، اور اللہ تعالی نے ان کا مقام اسفل السافلین طبقہ جہنم میں رکھا ہے۔ غداری وہ جرم ہے جو کبھی بخشا نہیں جاتا۔ وہ ہر مقام پر آپ کو اپنا دوست بتاتا ہے لیکن آپ کی تخریب و رسوائی میں کبھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ قرآن کریم میں سینکڑوں مقامات پر اس طبقہ کا ذکر ہے۔ فرمایا :-

"بعض ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ تم سے بھی امن و امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی۔ جب کبھی ان کو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اس میں پھر جا گرتے ہیں۔ سو یہ لوگ اگر تم سے کنارہ کش نہ ہوں۔ اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں۔ اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں۔ تو تم ان کو پکڑو۔ اور قتل کرو۔ جہاں کہیں پاؤ۔ اور ہم نے تم کو ان کی صاف حجت دیدی ہے۔" ۴/۹۱

دوسری جگہ انہی کے متعلق ہے :-

"اگر آپ کے لیے کوئی اچھی بات واقع ہوتی ہے تو ان کے لیے موجب غم بن جاتی ہے۔ اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اسی لیے پہلے ہی اپنی احتیاط کا پہلو اختیار کرلیا تھا۔ اور یہ کہکر خوش ہوکر چلے جاتے ہیں۔" ۹/۵۰

پھر اگر یہ لوگ کبھی اس غداری میں نتھر کر سامنے آجاتے ہیں اور ان کو چھپنے کے لئے کوئی آشا نہیں ملتی تو ہزار ہزار قسمیں کھاجاتے ہیں۔ یقین مانیے ان قسموں کی پرکاہ کے برابر بھی قیمت نہیں ہے

اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً ﴿۲/۶۳﴾ انہوں نے اپنی قسموں کو (اپنی حفاظت کے لیے) سپر بنا رکھا ہے۔

اور اگر اس پر بھی کام نہیں بنتا تو جھٹ معافی مانگ لیتے ہیں اور اس کو بھی اپنی خوبی ظاہر کرتے ہیں کہ دیکھیے میں ضدی نہیں ہوں اگر میں سمجھتا ہوں کہ میں نے غلطی کی ہے تو اعتراف قصور میں مجھے کبھی تامل نہیں ہوتا۔ یہ وہ حربہ ہے کہ جس کا جواب ہی نہیں۔ آپ اگر معاف نہ کریں دل سے نہ بھلائیں تو ساری دنیا آپ کو بدنام کرے گی۔ حالانکہ اگر آپ حقیقت پر غور کریں تو واضح ہو جائیگا کہ اس سے سہل ترکیب اور ہے ہی کوئی نہیں۔ جب تک جی چاہے عمداً اور ارادۃً ایک شخص کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہیے۔ اس کی تذلیل وتحقیر میں ہر ممکن ذریعہ استعمال کر دیجیے اس کو نقصان پہونچانے کی در پردہ کوشش کیجیے اور جب کبھی دو شریف آدمیوں کے سامنے بات ہو تو جھٹ سے معافی مانگ لیجیے۔ آپ مومن کے مومن اور یہ نہ ماننے والا ضدی اور ہٹ دھرم۔ لیکن دیکھیے قرآن کریم نے قبول توبہ، عفو و درگذر کے لیے کیا شرائط عائد کی ہے۔ فرمایا:-

اِنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶/۵۴﴾ جو شخص تم میں سے بے سمجھے بوجھے کوئی برا کام کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اپنے آپ کی اصلاح بھی کرلے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تین شرطیں ہیں۔ قصور بے سمجھے بوجھے سرزد ہوا ہو نہ کہ جان بوجھ کر۔ توبہ دل سے کرے۔ پھر اپنی آیندہ روش سے ثابت کر دے کہ اس نے فی الواقع اصلاح کرلی ہے۔ تو معافی مل سکتی ہے۔ نہ یہ کہ دانستہ دوسرے کی تذلیل پر کمر باندھے رکھی۔ ہمیشہ غداری کی اور جب پکڑے گئے تو جھٹ معافی مانگ لی یقین ہے یہ ایسا کبیرہ ہے کہ اسلام میں اس کی کہیں گنجایش نہیں قتل بھی اگر جہالت سے ہوجائے تو اس کی معافی ہوسکتی ہے لیکن وہ اگر عمداً ہو تو فجزاؤہٗ جہنم۔ دوزخ سے ورے ٹھکانا نہیں۔ اور لعنتہ اللہ

من القتل۔ فتنہ پردازی توقتل سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔ اگر یہ ارادۃً ہو تو اس کی معافی کیسی! خدا نہ کرے کہ کسی کو ایسے دوست مل جائیں۔

۱۳۔ استہزاء دینی۔

"مولانا کہاں ہیں بھئی"۔

"وہاں ہوں گے کسی گوشے میں۔ مگر ایکسرسائز میں جتے ہوئے۔"

تعلیم یافتہ طبقہ سے قوم کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں لیکن ہمارے تعلیمیافتہ، روشن خیال طبقہ کی کسی محفل کا نظارہ دیکھیے، خدا، رسولؐ، قرآن، حشر، نشر، دوزخ، جنت، نماز، روزہ، غرض اسلام کے عقائد اور شعائر میں سے ایک ایک پر پھبتیاں کسی جارہی ہیں۔ فقرے صرف ہو رہے ہیں قہقہوں کے شور سے فضا گونج رہی ہے۔ کھیلے کا کوئی نظریہ۔ ہزار غور و فکر کے بعد بھی سمجھ میں نہ آئے تو اپنا قصور فہم اور اس کی رفعت تخیل۔ مگر مذہبی شعار کی کوئی لِم سرسری نظر میں بھی اپنے مذاق پر پوری نہ اترے تو نہ صرف نا قابل تسلیم بلکہ ہدف استہزا و تمسخر۔ حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ۔

"اور اللہ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہی کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا سنو تو ان لوگوں کے پاس بھی نہ بیٹھو جب تک وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں کیونکہ ایسی حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے"۔ ۴/۱۴۰

دوسری جگہ ہے۔

اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جا۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں، اور اگر تجھ کو شیطان بھلاوے تو یاد آنے کے بعد ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھ "۔ ۶/۶۸

اور ایسے لوگوں سے ربط و تعلق رکھنا تو کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ فرمایا:۔

عــہ مُرنا می ایک صاحب نے ورزش کے کچھ طریقے وضع کئے، ہیں جن میں جسم کو ادھر نیچے کیا جاتا ہے جا سے روشن خیال طبقوں میں لکڑ یا ایکسرسائز کے نام سے یاد کی جا

"اے ایمان والو۔ اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو تمہارے دین سے ہنسی مذاق کریں اور کفار اُن کو دوست مت بناؤ۔" ۵۷/۵

دوستی کن سے رکھو؟

تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے رسول، اور وہ ایماندار لوگ ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور ان میں خشوع ہوتا ہے" ۵۵/۵

۱۴۔ تعاون وعدم تعاون۔

"بھائی! میں یہ خوب سمجھتا ہوں کہ تم حق پر ہو لیکن چونکہ ان کے ساتھ میرے تعلقات ہیں اس لیے میں تمہاری مدد نہ کروں گا۔ ساتھ تو میں انہی کا دوں گا۔"

حالانکہ قرآن کریم کا فرمان ہے کہ۔

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ وَاتَّقُوا اللہَ ۲/۵

نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ اور گناہ اور سرکشی کے معاملہ میں ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔ اور ڈرو صرف اللہ ہی سے۔

۱۵۔ سرگوشیاں۔

"دیکھو بھئی پارٹی کی عزت کا سوال ہے، یہ بات باہر اس وقت نکلے جب وہ جیل جا پہنچے۔"

محض پارٹی کی ناک رکھنے کی خاطر ایک بھائی کے خلاف یہ خفیہ سازشیں ہو رہی ہیں۔ اور چونکہ جو ذرائع استعمال کیے جائیں گے ان میں جائز و ناجائز کا سوال ہی باقی نہیں اس لیے یہ باطنی فدائیوں کی قسم کا جلسہ کیا جا رہا ہے، برعکس اس کے قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ

اے ایمان والو کبھی گناہ اور سرکشی اور معصیت رسول کے لیے سرگوشیاں مت کیا کرو۔ اور ہمیشہ نیکی اور تقوی

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔ ۵۸/۹ | کی سرگوشیاں کیا کرو۔ اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کی طرف تم کو جانا ہے۔

۱۶۔ رواج یا شریعت۔

جج۔ "تمہارا فیصلہ رواج کے مطابق کیا جائے۔ یا شریعت کے مطابق"

مدعی۔ "صاحب رواج کے مطابق۔ ہمارے ہاں شریعت کا دستور نہیں"

یہ سنا آپ نے کہ شریعت پر ترجیح دینے والے کون صاحب ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے خدا کا ان کو حکم ہے کہ :۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۵۹/۴ | اگر کسی معاملہ میں تمہارے درمیان نزاع پڑ جائے تو اسے (تصفیہ کے لیے) خدا اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔

اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ رواج کیا بلا ہے؟ وہی دستور و مراسم جن کی پابندی کفر کے زمانے میں ان کے آباؤ اجداد کرتے تھے، یا جن کو اسلام کے زمانے میں ان کے جاہل اسلاف نے جاری کیا تھا۔ قرآن کریم نے کفار کی یہ صفت بیان کی ہے کہ :۔

"جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کا اتباع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس طریقہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ خواہ ان کے باپ دادا نہ سمجھ رکھتے ہوں نہ ہدایت" ۲/۱۷۰

بعینہٖ یہی بات آج وہ مسلمان کہتے ہیں جو رواج کے مطابق فیصلہ چاہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کے خلاف فیصلہ طلب کرنا کہاں کا اسلام ہے۔ انہی لوگوں کے متعلق ارشاد ہوا تھا کہ۔

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو

آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور جو آپ سے قبل نازل کی گئی ہیں۔ مگر اپنے مقدمات شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں، اور شیطان ان کو بہکا کر گمراہی کی طرف لے جانا چاہتا ہے" ۴/۶۰

غیر مسلم عدالت تو انہیں اجازت دیتی ہے کہ اگر یہ چاہیں تو ان کا فیصلہ شریعت الٰہی کے مطابق کیا جائے اور یہ مسلمان ہونے کے مدعی شریعت کے خلاف رواج مانگتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر قیامت اور کیا ہوگی

متفرقات۔

حکایت دراز تر ہوگئی اس لیے اب چند اور خصوصیات مختصراً عرض کر دی جاتی ہیں، جو اسلامی کیرکٹر کی جزئیات میں سے ہیں۔

(۱) خرچ میں میانہ روی اختیار کرو۔ نہ اسراف کرو نہ بخل ۱۷/۲۵-۲۹

(۲) پورا تولو اور ناپ پورا دو۔ ۱۷/۳۵

(۳) برائی کو نیکی سے دفعہ کرو۔ ۲۳/۹۶ ظلم کا بدلہ لے سکتے ہو لیکن برابر کا۔ زیادتی نہ کرو اور اگر معاف کر دو تو اور بھی اچھا ہے۔ ۱۶/۱۲۶ و ۴۲/۳۹-۴۳

(۴) ماننے والوں کے سامنے جھک جاؤ، منکر کے آگے سخت گیر ہو جاؤ۔ ۵/۵۴

(۵) فحش کاری خواہ علانیہ ہو خواہ پوشیدہ سب حرام ہے ۷/۳۳ جب چلو تو آنکھیں نیچی کر کے چلو ۲۴/۳۰ کیونکہ خدا آنکھ کی خیانت سے بھی واقف ہے ۴۰/۱۹

(۶) چھوٹی چھوٹی چیزیں دینے میں تنگ دلی سے کام نہ لیا کرو۔ ۱۰۷/۷

(۷) توبہ کرنے والے، عبادت گزار، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم کرنے والے، بری باتوں سے روکنے والے اور حدود اللہ (قانون الٰہی) کی حفاظت کرنے والے، ایسے مومنین کو خوشخبری سنائیے ۹/۱۱۲

(۸) منویات سے منہ پھیرنے والے، وعدہ وفا کرنے والے ۲۳/۱-۸

(۹) بغیر اجازت لیے دوسرے کے گھر میں نہ جایا کرو۔ جب کسی کے ہاں جاؤ تو اہل خانہ کو سلام کیا کرو۔ اور اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ آیا کرو۔ ۲۴/۲۷-۲۸

(۱۰) مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو صلح کرا دیا کرو۔ پھر ان میں سے اگر ایک گروہ زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے پھر اگر رجوع ہو جائے تو دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرا دو اور انصاف کا خیال رکھو اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ۴۹/۹

(۱۱) ایک دوسرے کی ہنسی مت اڑاؤ۔ عیب جوئی مت کرو۔ ایک دوسرے کے برے نام مت ڈالو۔ بدگمانیوں سے بچا کرو۔ کیونکہ بعض بدگمانیاں (واقعی) گناہ ہوتی ہیں۔ اور دوسروں کی ٹوہ مت لگاتے رہا کرو۔ نہ کسی کی غیبت کرو۔ ۴۹/۱۱-۱۲

اب آخر میں یہ بھی سنتے جائیے کہ رسول اللہؐ کے نزدیک مسلمان کی تعریف کیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

دوسری جگہ ہے۔ "ایک مسلمان کا خون۔ مال۔ اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے"

خدا اور رسول کے ان ارشادات مقدسہ کو سامنے رکھیے اور۔ باز بجویشتن نگر۔ پھر دیکھیے کہ ہماری سوسائٹی میں آج کون کون سے عیوب موجود ہیں، اور صحیح اسلامی سوسائٹی کی وہ کون کون سی خصوصیات ہیں جن سے یہ عاری ہے یقین مانئے کہ قومی فلاح و بہبود کے لیے جس قدر کوششیں کی جا رہی ہیں وہ کتنی ہی مبارک و مسعود کیوں نہ ہوں کبھی بار آور نہیں ہو سکتیں جب تک مسلمانوں کی اجتماعی تشکیل حیات ان خطوط پر نہ ہوگی جو قرآن کریم اور اسوۂ نبی اکرمؐ نے تجویز فرمائے ہیں! ایک دفعہ مسلم سوسائٹی ان خطوط مستقل پر

مشکل ہو جائے تو پھر دیکھیے کہ مسلمان کس طرح اس شجر طیب کی طرح کہ۔

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ جس کی جڑیں مضبوط جمی ہوئی اور شاخیں آسمان کو چھو رہی ہوں۔

دین و دنیا کے معاملات میں برومند و بارآور ہوتے ہیں۔

دگر بشاخِ گل آویز و آب ونم درکش

پریدہ رنگ زبادِ صبا چہ می جوئی۔ (اقبال)۔

مرآۃ المثنوی

مرتبہ جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے رکن دار الترجمہ۔

مثنوی مولانا روم کا بہترین ایڈیشن جس میں مثنوی شریف کے منتشر مضامین کو ایک سلسلہ کے ساتھ اس طور پر مرتب کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا مولانا کے مدعا اور ان کی تعلیم کو بڑی آسانی سے سمجھتا چلا جاتا ہے کئی انڈکس اور فہرستیں بھی ہیں جنکی مدد سے آپ حسب منشا جو شعر چاہیں نکال سکتے ہیں۔ ایک بسیط فرہنگ بھی ملحق ہے۔ غرض یہ کہ اس کتاب نے مثنوی شریف سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایسی سہولت مہیا کر دی ہے کہ ایک شخص بڑی آسانی سے کتاب کے مطالب پر عبور حاصل کر سکتا ہے۔ کاغذ کتابت بہترین جلد نہایت اعلیٰ قیمت سکہ انگریزی لعہ سکہ عثمانیہ

دفتر ترجمان القرآن سے طلب کیجئے